بے لاگ ....عزیز جبرن انصاری

☆ابن صفی مرحوم کے حوالے سے "سائیکو مینشن" کے نام سے شائع ہونے والی "تحقیقی" کتاب کے مطابق مرزا ہادی رسوا نے "رسوا" کے فرضی نام سے امراؤ جان ادا کی کہانی لکھی۔ جس کے جواب میں امراؤ جان ادا نے ان کے خلاف احتجاجاً ایک کتاب لکھ کر خاصی شہرت حاصل کی۔

☆چوری سینہ زوری کی ایک اور مثال: ثاقب انجان کی غزل شمیم جعفری نے اپنے نام سے شائع کرادی۔

اسرار احمد ناروی جنھیں دنیا جاسوسی ناول نگار ابنِ صفی کے نام سے جانتی ہے کہ انھوں نے اسی نام سے اپنی پہچان کرائی ورنہ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ بہت اچھے شاعر، سنجیدہ و طنز و مزاح قلمکار تھے لیکن ان تمام خوبیوں کے علاوہ وہ سچے اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے ان کی یہی خصوصیت انھیں جاسوسی ادب کی طرف لائی۔ کہ ایک محفل میں جب یہ کہا گیا کہ اردو میں صرف جنسی کہانیوں ہی کی مارکیٹ ہے تو اسے غلط ثابت کرنے کے لیے انھوں نے صاف ستھرا جاسوسی ادب تخلیق کرنے کا تہیہ کیا حال آں کہ اس وقت جو عالمی جاسوسی ادب تخلیق کیا جا رہا تھا وہ بھی جنسی بے راہ روی سے مکمل طور پر آلودہ تھا ایسے ماحول میں ابنِ صفی نے اپنی مختصر عمر میں وہ کام کر دکھایا جو ادب کے ثقہ ادیب نہ کر سکے لیکن ادب کے ٹھیکے داروں نے اس عظیم قلم کار کو اپنی صف میں شامل نہ کیا۔ اس کی وجہ اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے کہ وہ سچے مسلمان تھے اور ادب کی ریاست پر مذہب بے زار ادیبوں اور شاعروں کا قبضہ تھا یہی وجہ ہے کہ ۲۶ر جولائی ۱۹۸۰ء کو ایشیا کے عظیم جاسوسی ناول نگار ابنِ صفی بی اے جب جنت مکانی ہوئے تو اسی پاکستان میں جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا ان کے انتقال کی خبر کراچی ٹیلی ویژن کی مقامی خبروں میں دو سیکنڈ کی جگہ پا سکی جب کہ اسی دن معروف گلوکار محمد رفیع کا بھی انتقال ہوا تھا۔ ان کے انتقال کی خبر نہ صرف قومی خبرنامے میں شامل تھی بلکہ تفصیل سے ان کے بارے پروگرام بھی ترتیب دیے گئے۔ جب کہ اس نامور قلم کار کے بارے میں اخبارات و رسائل نے بھی کوئی توجہ نہیں دی کوئی تعزیتی قرارداد یا مضامین شائع نہیں ہوئے۔ میں اس وقت کراچی ہی تھا اور صبح جب ان سے مل کر آیا تھا تو طبیعت قدرے بہتر تھی ان

کے صاحب زادے احمد صفی نے مجھے بتایا تھا کہ دو دن پہلے تو ابو کروٹ بھی نہیں لے سکتے تھے۔

مَیں اس زمانے میں سکھر میں مقیم تھا اور وہاں کے روزنامے ''یادگار'' کا ادبی صفحہ مرتب کرتا تھا مَیں نے ''یادگار'' کا ایک بھرپور ابنِ صفی نمبر نکالا جس میں ان کی شاعری، ناولوں کے اقتباسات کے علاوہ ان کی شخصیت پر بہ طورِ خاص مضامین لکھوائے۔ جن نام ور شخصیات نے مضامین تحریر کیے تھے ان میں حضرت رئیس امروہوی، اختر لکھنوی اور معروف و ممتاز قلم کار و ماہر اقتصادیات سید محمد عذیر (جو کہ ابنِ صفی کے ہم جماعت بھی تھے اور وہ میرے ساتھ ان کے سوئم میں بھی شریک ہوئے تھے) شامل تھے۔

اس تمہید کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ حال ہی میں ابنِ صفی کے حوالے سے ایک کتاب ''سائیکو منشن'' کے نام سے مارکیٹ میں آئی ہے۔ جس کے مؤلف و مرتب خرم علی شفیق ہیں اس کتاب میں ایک مضمون ابنِ صفی کے چھوٹے فرزند احمد صفی کا بھی شامل ہے۔ احمد صفی نے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی بتایا ہے کہ ابنِ صفی کے آخری ناول ''آخری آدمی'' کا مسودہ ان کے والد کے سرہانے سے ملا تھا ان کا یہ بیان درست نہیں ہے کیوں کہ مرحوم اتنے زیادہ علیل تھے کہ لکھنا تو دور کی بات ہے وہ کروٹ بھی نہیں لے سکتے تھے۔ ابنِ صفی کے انتقال کے بعد جب یہ ناول شائع ہوا تو اس وقت بھی یہ بات مَیں نے ابرار صفی کو خط لکھ کر کہی تھی کہ آپ نے یہ مناسب نہیں کیا کیوں کہ ابنِ صفی کے پڑھنے والے ان کی تحریروں کے حافظ ہیں وہ فوراً سمجھ گئے ہوں گے کہ اس آخری ناول کو ان کے دیگر کن ناولوں کے اقتباسات کی پیوند کاری سے مکمل کیا گیا ہے۔ ابرار صفی نے اگرچہ اس وقت تو جواباً مجھے یہی لکھا تھا کہ یہ ناول ابو مکمل کر چکے تھے لیکن جب مَیں کچھ عرصے کے بعد کراچی آیا اور ابرار صفی سے بہ وقت ملاقات اپنی بات دُہرائی اس وقت انھوں نے یہ حقیقت بیان کی ''جبران بھائی اصل بات یہ ہے کہ سارے بنک اکاؤنٹ ابو کے نام پر تھے جنھیں اوپن کرانے میں پورا سال لگ گیا ہم مالی طور پر پریشان تھے لہٰذا اس کے سوا دوسری کوئی صورت نہیں تھی اس لیے یہ ناول ابو کے نام سے شائع کیا گیا کیوں اس ناول کی اشاعت کا اعلان ان کی زندگی ہی میں ہو چکا تھا۔'' خیر اس وقت تو مجبوری تھی مگر اب جو یہ کتاب ''سائیکو مینشن'' کے نام سے شائع ہوئی ہے اور اس میں جو تحریریں شامل کی گئی ہیں وہ طنز و مزاح کے اعتبار سے تو یقیناً بے مثال ہیں کہ یہ ایشیا کے اس عظیم قلم کار کے قلم سے نکلی ہیں لیکن جس تمہید کے ساتھ انھیں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے تقاضے پورے نہیں کرتیں۔ حال آں کہ مرحوم کے ناولوں میں اخلاقی اقدار اور جنسی بے راہ روی کے

خلاف بے شمار طنزیہ و مزاحیہ چبھتے ہوئے جملے بکھرے ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ "سائیکو مینشن" عمران سیریز کے ناولوں میں عمران کی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے جو ایک مجرمہ تھریسیا کے ہاتھوں پہلے ہیڈ کوارٹر "دانش منزل" کی تباہی کے بعد سامنے آتا ہے۔ "سائیکو مینشن" اور دانش منزل خاص علامتیں بھی ہیں جس طرح کرنل فریدی اور عمران دو علامتی کردار ہیں۔ کرنل فریدی ایک جاگیردانہ نظام کا ایسا محبِ وطن کردار ہے جو اپنی شخصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وطن دشمنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچاتا ہے خود تکلیف بھی اٹھاتا ہے لیکن اپنی عزت و غیرت اور انا پر آنچ نہیں آنے دیتا جب کہ عمران کا کردار عہدِ حاضر کا ایک ایسا محبِ وطن ہے جو وطن دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے لیے تمام حربے استعمال کرتا ہے اور اس معاملے میں اپنے کردار کی نفی کرنے سے بھی نہیں چوکتا اپنے آپ کو مضحکہ خیز انداز میں بھی پیش کرتا ہے لیکن یاد رکھنے کی یہ بات بھی ہے یہ دونوں کردار مذہب (اخلاقی اقدار مذہب ہی کا حصہ ہیں) کے معاملے میں کہیں بھی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ اس معاملے میں ان کے کردار میں کہیں کوئی جھول دکھائی نہیں دیتا۔ کتاب کے مرتب نے "سائیکو مینشن" کے حوالے سے کوئی وضاحت بھی نہیں کی حال آں کہ عمران کی سیکرٹ سروس کے اس ہیڈ کوارٹر کے حوالے سے بھی نہایت فکر انگیز عبارات موجود ہیں دوسری بات یہ کہ اس نام کے حوالے سے کتاب میں شامل اقتباسات صرف عمران سیریز تک محدود رہتے تو بہتر تھا۔ پھر کتاب کے مرتب نے اگرچہ ابتدا میں ابنِ صفی کی تحریر کا مندرجہ ذیل اقتباس بھی شامل کیا ہے۔

> "حیات و موت کا کون سا ایسا مسئلہ ہے جسے مَیں نے اپنی کسی نہ کسی کتاب میں نہ چھیڑا ہو لیکن میرا طریقِ کار ہمیشہ عام روش سے الگ تھلگ رہا ہے مَیں بہت زیادہ اونچی باتوں اور ہزار کے ایڈیشن تک محدود ہو جانے کا قائل نہیں ہوں۔"

مرتب نے اس کتاب میں ابنِ صفی کے ناولوں کے اقتباسات کو دو عنوانات: جمہور نامہ اور مزاح نامہ کے نام سے پیش کیے ہیں۔ دوسرا عنوان تو درست ہے لیکن پہلے عنوان کو نہ ابنِ صفی نے کبھی درخورِ اعتنا سمجھا اور نہ اس حوالے کو کبھی اپنے ناولوں میں جگہ دی بلکہ وہ تو ڈنکے کی چوٹ پر اقبال کے اس فلسفے کے قائل تھے

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں — بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

علامہ اقبال عورت کی حکمرانی کے شدید مخالف تھے۔ علامہ اقبال نے عورت کے حوالے سے اسلامی

تعلیمات ہی کو پیش نظر رکھا۔

اک زندہ حقیقت ہے مرے سینے میں مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ جانا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

ابن صفی بھی اسی کے قائل تھے انھوں نے اپنے نظریے کا اظہار ایک ناول میں ان الفاظ میں ایک کردار کے ذریعے کیا ہے،

''عورت کی قیادت ہمیشہ حالات کو بگاڑتی ہے۔ محض اس لیے کہ وہ اپنی جذباتیت کو بھی تعقل سمجھنے لگتی ہے، ہوائی قلعوں کو تفکر سمجھتی ہے لہٰذا ضد اس کی منطق ٹھہرے گی'' (تین سنکی)

طرز حکمرانی کے بارے میں ابنِ صفی کا فرمان تھا کہ وہ اللہ کی ڈکٹیر شپ کے قائل ہیں وہ حضرت عمرؓ جیسا حکمران چاہتے تھے اور پُر امید بھی تھے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان کو ضرور ایسا حکمران میسر آئے گا۔ مرتب نے جمہورنامہ کے نام سے جو اقتباسات دیے ہیں وہ ان پر پورے نہیں اترتے۔ ابنِ صفی نے کبھی ادبِ عالیہ تخلیق کرنے کا دعویٰ نہیں کیا۔ انھوں نے تو اوّل دن ہی سے یہ اعلان کردیا تھا کہ وہ جنسی آلودگی سے پاک، حبِ وطن، ملکی قوانین کا احترام اور اپنے مذہب کی پاس داری کے حوالے سے ادب تخلیق کرنا چاہتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر اس میں کامیاب ہوئے۔ یہاں تک کہ مغربی ممالک کے ممتاز قلم کاروں نے بھی اعتراف کیا کہ ان کے کردار فریدی اور عمران کتنے مضبوط کردار کے مالک ہیں۔ لیکن مرتب نے ان باتوں کا اعتراف کرنے کے باوجود مثالوں سے اجتناب کیا جب کہ غیر متعلق مثالیں پیش کرتے ہوئے جو تشریحات کی ہیں انھیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ابنِ صفی کی تحریر کی روح کو بھی سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ طوالت کے خوف سے کردار کی مضبوطی کے حوالے سے صرف ایک مثال پیش کرنے کی جسارت کروں گا

''جہنم میں جائے۔'' ملسلی پیر پٹخ کر بولی۔ ''اس میں رکھا ہی کیا ہے۔ ہم نے دو راتیں اس ہٹ میں اجنبیوں کی طرح بسر کی ہیں۔ مجھے تو وہ خود بھی عورت معلوم ہوتا ہے!''

جولیا نے قہقہہ لگایا۔

''خاموش رہو۔'' سلسلی بپھر گئی۔

''وہ یورپین مردوں کی طرح کتا نہیں ہے۔'' جولیا نے سلسلی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

(ادھورا آدمی۔ عمران سیریز۔ ۴۷)

ابنِ صفی کے عمران سیریز کے ناول ''جونک اور ناگن'' میں نفیس جہاں کے کردار کے حوالے سے مؤلف نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی اہلیت و قابلیت کی واضح مثال ہے انھوں نے مرزا ہادی رسوا اور ان کے تخلیق کردہ کردار امراؤ جان ادا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس نے بھی ان کی اردو ادب سے واقفیت اور قابلیت کا بھانڈا پھوڑ دیا

ملاحظہ فرمائیں ان کی نام نہاد قابلیت کا جیتا جاگتا ثبوت: ابن صفی نے صفدر (نفیسِ جہاں) کے حوالے سے ان مصنفین اور پبلی شرز پر طنز کیا تھا جو یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کے نام سے لکھے گئے ناول لوگ خریدتے اور پڑھتے ہیں لیکن کتاب کے مرتب جن کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ پائے کے تاریخ دان اور محقق ہیں لکھتے ہیں:

''.....معاشرے پر زوال آیا تو بازارِ حسن کی بعض خواتین نے اپنی لکھی ہوئی تحریریں اپنے ہی نام سے پیش کرنے کی جرأت کی مثلاً لکھنؤ کی مغنیہ اُمراؤ جان ادا (بیسویں صدی کے شروع میں جب لکھنؤ کے ایک ادیب مرزا ہادی حسین نے مرزا رسوا کے فرضی نام سے پیسے کمانے کے لیے امراؤ جان ادا کے نجی حالات ایک ناول کی صورت میں پیش کر دیے تو امراؤ نے احتجاجا رسوا کے خلاف بھی ایک کتاب یا کتابچہ لکھا جس کی خاصی شہرت ہوئی....'' سبحان اللہ کیا نادر تحقیق فرمائی گئی ہے اب تک تو ہم ادب کے طلبا یہی سمجھتے آئے تھے کہ امراؤ جان ادا مرزا ہادی رسوا کے ذہنِ رسا کی تخلیق ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ مرزا نے ''رسوا'' کا فرضی نام اختیار کر کے یہ ناول ایک ''بازاری خاتون'' کی نجی داستان حیات پر لکھی تھی اور یہ کہ اس خاتون نے احتجاجا مرزا کے خلاف ایک کتاب یا کتابچہ بھی لکھا تھا جس کی خاصی شہرت بھی ہوئی مگر ادب کے ناقدین نے ہمیں اس کتاب کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کیں شاید انھیں مرزا ہادی حسین نے جن کا فرضی نام رسوا بتایا گیا ہے (اور ہم اب تک ناواقفیت کی وجہ سے اسے ان کا تخلص سمجھتے رہے)، بھاری رقم بہ طور رشوت دی ہوگی۔ اسی طرح ایک اور جگہ مؤلف ایک اور دور کی کوڑی لائے ہیں۔ ابنِ صفی کا عمران

سیریز ناول "خوشبو کا حملہ" کا ابتدائی اقتباس جو کہ خاصا طویل ہے ایک کتیا کے حوالے سے ہے جس کے پلّوں کو مجرم اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں مؤلف موصوف نے کتوں کے بارے میں تحقیقی نوٹ تحریر فرمادیا ہے اگر آپ نے اس سلسلے کے تینوں ناول (خوشبو کا حملہ، بابا سگ پرست اور مہکتے محافظ پڑھے ہیں تو مؤلف کی فاضلانہ تحقیق سے ضرور محظوظ ہوں گے) ملاحظہ فرمائیں،

"کتا جانور بھی ہے اور ایک ایسی علامت بھی جسے علمی اور ادبی دنیا میں متعدد معانی دیے گئے ہیں ان میں سے پانچ ایسے ہیں جن کا موازنہ عمران سیریز ۷۹ (اصل میں اس ناول کا نمبر ۹۷ ہے) خوشبو کا حملہ (۱۹۷۶ء) کے مندرجہ ذیل اقتباس کے ساتھ کرنا ایک مفید ذہنی سرگرمی ثابت ہوسکتا ہے۔" اس تمہید کے بعد مؤلف صاحب نے شہنشاہ اکبر، فارسی ادب، روسی سائنس دان، سید احمد شاہ بطرس بخاری (یہاں مؤلف نے اپنی ایک اور نادر تحقیق کا ذکر کیا ہے کہ علامہ اقبال نے اپنی نظم سیدزادہ پطرس کو مخاطب کر کے لکھی ہے)۔ ۵ فیض احمد فیض کی نظم کتے۔

اسی طرح باب ۲ میں الف لیلیٰ کی ایک رات کے عنوان سے بھی کمال کی تحقیق فرمائی گئی ہے اور اسے ابنِ صفی کے ناول "لاشوں کا آبشار" سے منتھی کر دیا گیا ہے۔ اسی پیراگراف میں انھوں نے اپنی شعری قابلیت کے بارے میں بتادیا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں یہاں انھوں نے اکبرالہ آبادی کی ایک نظم کا غلط شعر نقل کیا ہے انھوں نے شعر اس طرح لکھا ہے۔

گر یہی ٹھہری شرطِ وصالِ لیلیٰ   تو استعفیٰ مرا بصد حسرت و یاس

جب کہ اکبر کا اصل شعر اس طرح ہے۔

یہی ٹھہری جو شرطِ وصلِ لیلیٰ   تو استعفیٰ مرا با حسرت و یاس

باب ۳ میں کافی ہاؤس کے عنوان سے مؤلف نے ابنِ صفی کے آخری انٹرویو کا ذکر کیا ہے یہ انٹرویو مَیں نے اپنے "اخبار کے ادبی صفحے کے لیے کیا تھا۔ اس انٹرویو کو مَیں نے اپنے اخبار یادگار کے ادبی صفحے کے علاوہ اپنے سہ ماہی رسالے "بیلاگ بھی شائع کیا تھا۔ اس انٹرویو کو جناب مشتاق قریشی نے اپنے میگزین میں بھی شائع کیا تھا اور باقاعدہ میرا حوالہ بھی دیا تھا مگر کتاب کے مؤلف کی بددیانتی دیکھیے کہ انھوں نے میرا حوالہ دینے سے گریز کیا۔

کتاب کے آخر میں ایک اشتہار ان کی آئندہ آنے والی کتاب کا ہے جسے وہ "رانا پیلس" کے نام

سے لانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں اتنا ہی عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ وہ میرے سہ ماہی رسالے ”بیلاگ کا طنز و مزاح نمبر“ ضرور پڑھ لیں اس نمبر میں مَیں نے ابنِ صفی کے مختلف ناولوں سے بامعنی، پُرلطف اور ان کے نظریہ حیات کی عکاسی کرنے والے اقتباسات نقل کیے ہیں۔